السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فجر کی اذان میں "الصلاۃ خیر من النوم" کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد ہے؟ تفصیل سے راہنمائی فرمائیں۔ (عمران، لاہور)

---

# الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا طریقہ جو بذات خود تعلیم فرمایا اس میں صبح کی اذان کے لیے "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ "الصلاۃ خیر من النوم"

کہنا صحیح ثابت ہے۔ ابومحذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قلت یا رسول اللہ علّمنی سنۃ الأذان، قال: فمسح مقدم رأسی وقال: تقول: اللہ أکبر اللہ أکبر اللہ أکبر اللہ أکبر... فإن کان صلاۃ الصبح قلت: الصلاۃ خیر من النوم، الصلاۃ خیر من النوم"

(ابوداود کتاب الصلاۃ باب کیف الاذان (500،501) موارد الظمان (289) طبرانی کبیر 7/174 حلیۃ الاولیاء 8/310 عبدالرزاق 1/458 (1779) شرح السنۃ باب التثویب 2/263،264 (408) بیہقی 1/394 ابن خذیمہ 1/201 (385) دار قطنی 1/233)

"میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اذان کا طریقہ سکھا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر کے اگلے حصے کو چھوا اور فرمایا تو کہہ اللہ اکبر اللہ اکبر۔۔۔ اگر صبح کی نماز (کے لیے اذان) ہو تو تُو کہہ "الصلاۃ خیر من النوم"، "الصلاۃ خیر من النوم"

عن أنس رضی اللہ عنہ قال: من السنۃ إذا قال المؤذن فی أذان الفجر: حی علی الفلاح قال: الصلاۃ خیر من النوم، الصلاۃ خیر من النوم"

(صحیح ابن خذیمہ 1/202 (386) دار قطنی 1/242 التحقیق لابن جوزی 1/311 بیہقی 1/423 امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کی سند صحیح ہے نیز دار قطنی میں "الصلاۃ خیر من النوم"، "الصلاۃ خیر من النوم" مرتین کے الفاظ ہیں)

"انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: سنت میں سے یہ ہے کہ جب موذن فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کہہ لے تو دو مرتبہ "الصلاۃ خیر من النوم" کہے۔"

اور یہ بات اصول حدیث میں واضح ہے کہ جب صحابی کسی امر کے بارے میں کہے کہ یہ سنت ہے تو اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی ہوتی ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"واصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولون السنۃ الا سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

(کتاب الآم 1/240)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین لفظ "سنت" صرف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی بولتے تھے۔"

پس ثابت ہوا کہ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا "الصلاۃ خیر من النوم" کو فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دوبار سنت کہنے کا مطلب یہی ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے۔

'عن بلال أنہ أتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یؤذنہ لصلاۃ الفجر، فقیل: ہو نائم، فقال الصلاۃ خیر من النوم الصلاۃ خیر من النوم فاقرت فی تاذین الفجر فثبت الامر علی ذلک"

(ابن ماجہ کتاب الاذان (716) اس کی سند میں انقطاع ہے لیکن چونکہ اوپر صحیح سند سے ثابت ہے اس لیے اسے بطور تائید اور شاہد کے ذکر کر دیا ہے)

"بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فجر کی نماز کی اطلاع دینے کے لیے تشریف لائے تو بتایا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں تو بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبار کہا "الصلاۃ خیر من النوم" نماز نیند سے بہتر ہے تو اسے فجر کی اذان میں مقرر کر دیا گیا تو پھر معاملہ اس پر پختہ ہو گیا۔"

مذکورہ بالا احادیث صحیحہ صریحہ سے معلوم ہوا کہ فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ "الصلاۃ خیر من النوم" کہنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کو تعلیم فرمائی۔ یہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد نہیں ہے جیسا کہ روافض کہا کرتا ہے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ بات غلط منسوب ہے اور جس روایت کا حوالہ دے کر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی

ہے وہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتی۔ ملاحظہ ہو:

"عن مالک أنہ بلغہ أن المؤذن جاء إلی عمر بن الخطاب یؤذنہ لصلاۃ الصبح فوجدہ نائما فقال الصلاۃ خیر من النوم فأمرہ عمر أن یجعلھا فی نداء الصبح"

(موطا مالک کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی النداء للصلوٰۃ (8) 42 مع ضوء السالک)

"مالک رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات پہنچی کہ موذن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نماز صبح کی اطلاع دینے کے لیے آیا تو اس نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوتا ہوا پایا۔ موذن نے کہا "الصلاۃ خیر من النوم" عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے حکم دیا کہ اسے صبح کی اذان میں کہے۔"

موطا کی یہ روایت معضل و مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ یہی روایت سنن دار قطنی 1/243 میں بھی موجود ہے لیکن اس کی سند بھی صحیح نہیں۔ اس میں کئی علل ہیں:

1۔ سفیان ثوری مدلس ہے اور اس روایت میں تصریح بالسماع نہیں۔

2۔ محمد بن عجلان بھی مدلس ہیں اور ان کی بھی تصریح بالسماع نہیں ہے۔ علامہ البانی حفظہ اللہ مشکوٰۃ کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

"وہو ضعیف لاعضالہ اوارسالہ"

(مشکوٰۃ 1/206)

"یہ روایت معضل یا مرسل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔"

3۔ ایک سند میں العمری ضعیف راوی ہے۔ اگر یہ روایت صحیح بھی تسلیم کر لی جائے تو اس کی مراد وہ نہیں ہے جو روافض ذکر کرتے ہیں بلکہ مفہوم یہ ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو رہے تھے اور موذن نے آکر یہ کلمہ ان کے پاس کہا تو انہوں نے بتایا کہ امیر کے دروازے پر آکر نیند سے بیدار کرنے کے لیے یہ کلمہ نہیں کہتے بلکہ اس کا تعلق فجر کی اذان کے ساتھ ہے لہذا اسے وہاں سے رکھا جائے۔ جیسا کہ اور احادیث صحیحہ سے یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کی اذان میں یہ کلمہ تعلیم فرمایا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کس انداز سے کرتے تھے کہ آپ کی تعلیمات میں کمی بیشی کو ناپسند کرتے تھے۔ جو کلمات جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے، انہیں وہاں ہی رکھنے کا حکم دیا تو اس لحاظ سے یہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت اور شان کی دلیل ہوگی جو کہ روافض کے لیے سم قاتل ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ شیعہ حضرات نے جو اپنی اذان میں:

"اشہد ان امیر المومنین وامام المتقین علی حجۃ اللہ علی الخلق"

وغیرہ کا اضافہ کیا ہے یہ کسی صحیح تو کجا ضعیف روایت سے بھی ثابت نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو محذورہ یا بلال رضوان اللہ عنھم اجمعین میں سے کسی کو تعلیم دیا ہو بلکہ فقہ جعفریہ کی کتب میں ایسا کلمہ کہنے والے پر لعنت وارد ہوئی ہو۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: (آپ کے مسائل اور ان کا حل قرآن و حدیث کی روشنی میں ج، ص 101 تا 108)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب


## آپ کے مسائل اور ان کا حل

**جلد 2۔ کتاب الاذان۔ صفحہ نمبر 141**

**محدث فتویٰ**